Email : haqkiraoshni@gmail.com MGN/170/2015-2017 Reg No. MAHURD/2014/59864

ملت اسلامیہ کا ترجمان

بیادگار: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمیؒ
زیرسرپرستی: حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی

Weekly HAQ KI RAOSHNI Malegaon

پیغام

بدلتے ہوئے حالات میں ہماری ذمہ داریاں

بدلتے ہوئے حالات میں خاص طور پر جب ملت اسلامیہ ثقافتی وفکری یلغار کے زیر اثر ہے اور اس کے سماجی تانے بانے پر نئے فکری دھارے مسلسل ضرب لگا رہے ہیں، آزادی، حریت، مساوات، انسانی حقوق کے نام پر مسلم سماج کے اجزائے ترکیبی کو ہلانے کی کوشش کی جارہی ہے، عالمی ادارے امت مسلمہ کے عائلی وخاندانی ڈھانچے کو مختلف عنوان وانداز سے کمزور کرنے کی کوششیں کررہے ہیں، اس صورتحال میں ہندوستانی مسلم عوام اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی قیادت نیز علمائے ہند کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی قوانین کی حکمتوں، ضرورتوں کی ایسی تشریح کریں جس سے اسلامی شریعت کی افادیت ومصلحت زیادہ بہتر انداز سے سمجھ میں آسکے اور اس کی نافعیت ثابت ہوسکے۔

حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ (سابق جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

Vol. No. 03 Issue No. 40 Date 14/09/2017 Thursday Rs.2/- قیمت ۲ روپے جمعرات مورخہ ۲۲ / ذوالحجۃ ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۴ / ستمبر ۲۰۱۷ء شمارہ نمبر ۴۰ جلد نمبر ۳

سیرت امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ

گزشتہ سے پیوستہ

افادات: حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمیؒ

لودخلت الجنة ورايت منزله فمارايت احدا من الناس اهله. کیا تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی ہے کہ تو اگر جنت میں داخل ہو اور تو عثمان کا محل دیکھے جو اللہ نے اس کے لئے تیار کیا ہے، تو اسے سب سے اونچا پائے، اور میں نے کسی کا محل اس سے اونچا نہیں دیکھا، بخاری شریف میں ابواب المناقب ہے، باب ما جاء فی مناقب عثمانؓ، اس میں آپ حدیث پڑھیے، حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں كنا نذكر في زمن رسول الله ﷺ ابا بكرؓ و عمرؓ و عثمانؓ، حضور ﷺ کی موجودگی میں آپ کے سامنے جب ہم نام لیتے تھے تو اسی ترتیب سے نام لیتے تھے۔ ابوبکرؓ، عمر، عثمانؓ اس ترتیب کے ساتھ ہم نام لیتے تھے۔

اس سے اندازہ کیجئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب سے افضل اپنی جماعت میں حضرت ابوبکرؓ کو سمجھتے تھے، اس کے بعد حضرت عمرؓ کو، اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو اور یہ ذکر ایک حدیث میں نہیں کئی احادیث میں ہے، بخاری شریف کی حدیث میں موجود ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے، باغ کا دیوار سے احاطہ کیا گیا تھا، اس کا ایک دروازہ تھا، کنویں پر ایک لکڑی رکھی ہوئی تھی، اس کے اوپر آپ بیٹھ گئے، کوئی صاحب آئے انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ میں بھی اندر آنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ دروازے پر کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ائذن له و بشره بالجنة۔ جاؤ کہہ دو کہ آجاؤ اور جنت کی خوشخبری بھی دے دو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جنتی ہو۔ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہ ابوبکرؓ تھے، اس کے بعد پھر کوئی صاحب آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ائذن له وبشره بالجنة. جاؤ کہو اندر آجاؤ، اور جنت کی بشارت دے دو، میں نے دروازہ کھولا تو عمرؓ تھے، آپ نے ایک کو دائیں طرف اسی جگہ کنویں پر اور دوسرے کو بائیں طرف اپنے پہلو میں جگہ دی، کوئی اور صاحب آئے، آپ نے کہا: ''جاؤ کہہ دو آجاؤ اجازت ہے اور جنت کی خوشخبری دے دو اور یہ بھی بتلادینا کہ ایک مصیبت تم کو پہنچے گی، اس پر صبر کرنا اور اللہ تم کو جو قمیص پہنائے گا لوگ اسے اتارنے کی کوشش کریں گے۔ تم ہرگز ہرگز وہ قمیص نہیں اتارنا۔

ایک حدیث میں ہے، حضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ ایک شخص جو ادھر سے ابھی گذرے گا وہ جنتی ہے، اور وہ ایک فتنہ میں مبتلا ہوگا۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ فتنہ بہت قریب ہے، کچھ زیادہ عرصہ نہیں، لیکن یہ شخص اور اس کے ساتھی اس دن حق پر قائم رہیں گے، صحابی کہتے ہیں کہ جب وہ شخص گذرا تو میں دوڑا ہوا گیا کہ دیکھوں کون ہے؟ وہ شخص دور جاچکا تھا اور ایسا آدمی تھا جو کپڑا اوڑھے ہوئے تھا، میں اس کو پکڑ کر لایا، اور اس کے بعد چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: اللہ کے رسول! آپ نے اسی شخص کے متعلق یہ بات ارشاد فرمایا ہے؟ پھر میں نے دیکھا تو عثمان غنی تھے، باغیوں نے بہت کوشش کی خلافت سے آپ کو ہٹانے کی، مگر غالباً یہی حدیث ہے کہ ایک قمیص اللہ تم کو پہنائے گا لوگ اتارنے کی کوشش کریں گے، تم ہرگز مت اتارنا۔ آج کے نامعقول لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے خلافت غصب کر لی تھی۔ خلافت فلاں کا حق تھا، جب کہ حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ اللہ تم کو قمیص پہنائے گا۔ ہرگز ہرگز اتارنا نہیں، چاہے لوگ زبردستی اتارنے کی کوشش کریں، معلوم ہوا کہ خلافت تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی نہ کہ انہوں نے ازخود اسے حاصل کیا تھا، اور وہ حدیث بھی حضرت عثمانؓ کی فضیلت بتاتی ہے، جو حضرت عمرؓ کے سلسلے میں میں نے نقل کی۔ آپ ﷺ احد پہاڑ پر تھے کہ وہ ہلنے لگا۔ آپ نے فرمایا: ''ٹھہر جا! تیرے اوپر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ زبان نبوت سے اسی حدیث کو سن کر حضرت عمر خوش ہوگئے تھے کہ اب تو میں یقیناً شہید ہوجاؤں گا اس لئے کہ آپ کی زبان مبارک نے مجھ کو شہید کہا ہے۔ اس وقت پہاڑ پر یہی تینوں حضرات تھے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم۔ (جاری) ☆......☆......☆

کسے نہیں ہے تمنائے سروری؟ لیکن

تحریر: حضرت مولانا زبیر احمد ندیمی ملی

دنیا میں رہتے ہوئے ہر ذرّہ خاکی کو کندن ہونے اور ہر کندۂ ناتراش کو جوہر قابل بننے کی فکر ہوتی ہے منجملہ اور چیزوں کے انسانوں کی بھی یہ دلی خواہش اور آرزو ہوتی ہے کہ وہ جس راہ میں بھی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں اس میں گائڈنگ اور قیادت کی خوبی پیدا کریں۔ ہر شخص کی یہی فکر ہوتی ہے کہ وہ گرد کارواں نہیں بلکہ میر کارواں بن کر زندگی گذارے، چنانچہ بعض لوگ قافلہ سالار بننے کے لئے ہر طرح کی اخلاقی حدود سے تجاوز کرنے اور دائرہ انسانی سے خارج ہونے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ دل میں بس یہی ایک سودا سمایا رہتا ہے کہ ہمیں کس طرح سے سیادت وقیادت کی زمام کار حاصل ہوجائے نیز اس بات سے بے خبر رہتے ہیں کہ کسی بڑی ذمہ داری کو قبول کرنے کے بعد اس سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہے ورنہ بڑا بننے کے شوق اور قائد کہلانے کے ذوق میں بڑی ذمہ داری کو قبول کر لینا اور اس کو کماحقہ ادا نہ کرنا نہایت بڑی خیانت ہے۔

موجودہ دور میں ارباب سیاست کے سروں میں خاص طور سے لیڈری، ریاستی بھی نہیں ملکی لیڈری کا سودا سمایا ہوا ہے۔ اس کے لئے ہر رنگ میں راضی برضا رہ کر لوگوں کو اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی دل بدلی کا ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے تو کبھی مختلف تحریکات اور پلیٹ فارموں سے وابستگی کا اظہار کیا جاتا ہے یا پھر خود ہی کسی تحریک کے قیام کے بعد اس کے صدر نشیں ہوجاتے ہیں اور بزعم خویش مجاہد ملت اور فدائے ملت بن جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص محض اپنی فکر اور سوچ کی بنیاد پر قیادت کے صحیح معیار پر پورا اتر سکے، اسی کو کہتے ہیں۔

لائق افسری نبود ہر سرے بار مسیحانہ کشد ہر خرے

ہر بوالہوس افسری اور سروری کے لائق نہیں ہوتا اور نہ ہی ہر گدھا حضرت مسیح علیہ السلام کے بوجھ کو اٹھا سکتا ہے، وہ تو خر عیسیٰ کی خصوصیت تھی۔

حضور اقدس ﷺ نے اس طرح بڑائی کا سوال کرنے یا بزعم خود لیڈر بننے کے انجام بد اور اس کے نقصانات سے آگاہ فرمایا ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن سمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے ایک بہت جامع نصیحت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ امارت وقیادت کے بارے میں ازخود سوال نہ کرو اس لئے کہ اگر تمہیں تمہاری طلب پر کوئی عہدہ ومنصب ملا تو تم سے اس کی انجام دہی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر صلاحیت ہونے کے بعد بغیر طلب کے کوئی مقام ومنصب ملا تو نامساعد حالات میں تمہاری اعانت کی جائے گی۔

یقیناً یہ حدیث ایک بہت ہی اہم گوشہ سے پردہ اٹھاتی ہے۔ عام طور سے آج ازخود کسی مقام و منصب کے لئے نام پیش کیا جاتا ہے اور اگر کسی طرح سے ذمہ داری مل بھی گئی تو چونکہ اہلیت نہیں تھی اس لئے درمیان میں ہی کوئی واقعہ پیش آجاتا ہے یا مواخذہ کے وقت صحیح طریقے سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہوجاتا ہے ایسی صورت میں انسان کی خودی اور خودداری کو بھی ٹھیس پہونچتی ہے اور عہدہ ومقام بھی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اس لئے کہا جاتا ہے۔

کسے نہیں ہے تمنائے سروری لیکن
خودی کو بیچ کر حاصل ہو سروری کیا ہے؟

اور بصورت دیگر فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جس کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے ناسازگار حالات میں متعلقہ افراد کی مدد نصیب ہوتی ہے۔ اور آدمی ہر طرح کے خسران ونقصان سے محفوظ رہتا ہے۔

موجودہ دور میں کام کے بگاڑ اور امور کی انجام دہی میں خرابی پیدا ہونے کے جہاں اور بھی اسباب وعوامل ہیں وہیں ایک بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ نااہل ہونے کے بعد بھی بڑائی کے خبط میں آدمی بڑے بڑے مقام حاصل کر لیتا ہے۔ یا مختلف حیلوں اور وسیلوں کے ذریعہ اپنے مقصد تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اور پھر بظاہر ایسی صورت حال میں اچھے نتائج اور خوش آئند ثمرات کا انتظار کرنا خام خیالی کے سوا کچھ بھی نہیں

نا اہل سے وفا کی نہ رکھیو کبھی امید
گنے کا رس نصیب کہاں سوکھے بانس کو

☆ ☆ ☆

ارشادات رحمانی

علماء اور اہل علم کی یکجہتی اور انہیں ساتھ لینے اور لے کر چلنے کا کام سب سے پہلی خدمت ہے، جو کاموں کو بنیاد اور استحکام فراہم کرتی ہے، پھر عوامی مزاج کی تیاری اور عوامی بیداری کسی بھی جمہوری ملک میں زندہ رہنے کی پہلی شرط ہے، اور پر اثر رہنے کے لیے ضروری ہے، اس مزاج سازی اور علماء اور عوام کے اتحاد اور بیداری کے ساتھ دینی تنظیم اور ممکن حد تک اسلامی نظام قائم کرنا ملت اسلامیہ کی دینی ذمہ داری ہے۔

☆......☆......☆

اس ہفتہ کا سبق

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی، وہ رات بھر قرآن پڑھا کرتے تھے، میں سوچتا تھا کہ اسلاف رات بھر بغیر کسی تکان وپریشانی کے قرآن کیسے پڑھ لیا کرتے تھے؟؟؟

لیکن میں نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو رات بھر موبائیل میں مشغول رہتے ہیں، تو میرا تعجب دور ہوگیا اور میں جان گیا کہ جب دل کسی چیز سے محبت کر بیٹھتا ہے تو ہر چیز آسان ہوجاتی ہے۔

(ایک عربی تحریر کا اردو ترجمہ)

مطلقہ کے ساتھ حسن سلوک اور حقوق کی ادائیگی ضروری!

از: محمد عامر یاسین ملی

گذشتہ دنوں طلاق سے متعلق سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے کے تناظر میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ منعقد کی گئی۔ جس میں کئی تجاویز منظور کی گئیں، ان میں ایک اہم تجویز مطلقہ خواتین کی کفالت کے متعلق تھی جس کی جانب مسلمانوں کو متوجہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ وہ مطلقہ خواتین کے حقوق کی ادائیگی اور ان کی کفالت کے نظام پر عمل درآمد کی بھرپور کوشش کریں۔

قرآن کریم میں بھی اللہ پاک نے شوہروں کو ہدایت دیتے ہوئے کہا ہے فامساك بمعروف او تسريح باحسان یعنی بیوی کو ساتھ میں رکھیں یا علاحدہ کردیں، دونوں صورتوں میں معاملات خوش اسلوبی سے طے کرنے چاہئیں، یعنی زندگی کا ایک طویل حصہ ایک دوسرے کے ساتھ گذارنے والوں کی خدا نخواستہ اگر زندگی کے کسی موڑ پر دونوں کی راہیں جدا ہونے لگیں اور شوہر بیوی کو طلاق دے دے یا بیوی ازخود خلع لے لے تو اب اس آخری لمحہ میں بھی رخصت ہوتے ہوئے زبان سے کوئی سخت بات نہ کہی جائے اور ایک دوسرے پر طعن وتشنیع نہ کی جائے۔

عموماً ہوتا یہ ہے کہ زندگی کا ایک مختصر یا طویل عرصہ ایک دوسرے کے ساتھ الفت ومحبت کے ساتھ بسر کرنے کے بعد اگر اختلاف وانتشار کے نتیجہ میں زن وشوہر علاحدہ ہونے لگیں تو شوہر اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ بیوی کو جتنا ذلیل کیا جاسکتا ہو اتنا ذلیل کرے اور جو انتقام لیا جاسکتا ہو، لے لے۔

اللہ پاک نے قرآن پاک کی سورہ احزاب میں ارشاد فرمایا: سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کردو) یعنی اس بات کی تاکید کی کہ اس مخالفت کے وقت بھی اپنے نفس کے جذبات پر قابو رکھا جائے، بیوی کے حقوق کی نہ صرف رعایت کی جائے بلکہ اگر وہ بدسلوکی پر آمادہ ہو تب بھی حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے تاکہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہوجائے۔

کس قدر نادم ہوا ہوں میں برا کہہ کر اسے
کیا خبر تھی جاتے جاتے وہ دعا دے جائے گا

شرافت اور حسن سلوک میں واجب اور غیر واجب سارے حقوق شامل ہیں، مثلاً عدت گزرنے تک مطلقہ کے لئے نفقہ اور سکنیٰ کا انتظام کیا جائے کہ شرعاً یہ شوہر کی ذمہ داری ہے۔ مطلقہ کا مہر (اگر باقی ہو تو) اسے ادا کیا جائے، اسی طرح مطلقہ کا سامانِ جہیز اور نکاح کے موقع پر سسرال کی جانب سے دیئے گئے زیورات، کپڑے اور دیگر تحائف (جو اَب اس کی ملکیت میں شامل ہوچکے ہیں) پوری امانت داری کے ساتھ لوٹا دیئے جائیں۔ بچوں کی کفالت کا حق شرعاً اگر شوہر کو حاصل ہو تب بھی مطلقہ کو بچوں سے ملاقات کا موقع فراہم کیا جائے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ مطلقہ کوئی ''اچھوت'' نہیں بلکہ وہ زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے جسے ضائع ہونے سے بچانا سرپرستوں کی اہم ذمہ داری ہے۔ لہٰذا عدت گزرنے کے بعد جلد از جلد کسی مناسب جگہ مطلقہ کا دوسرا نکاح کردینا بہتر ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ترجمہ: اور ان کو مجبور نہ کرو کہ وہ دوسرا نکاح نہ کرسکیں، اگر وہ بھلائی کے ساتھ آپس میں اس پر راضی ہوجائیں۔ (سورہ بقرہ، آیت: ۲۳۲)

ایسے لوگوں کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید ابن حارثہؓ کا عمل بہترین نمونہ ہے، جن کا نکاح آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحشؓ سے کردیا تھا، لیکن یہ رشتہ زیادہ دنوں تک باقی نہیں رہ سکا اور حضرت زیدؓ نے حضرت زینب کو طلاق دے دی، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مصلحت کے تحت حضرت زینب کا نکاح آسمان پر ہی حضور ﷺ سے کر دیا، قرآن پاک میں اس کا تذکرہ موجود ہے، ترجمہ: جب زید نے زینب سے اپنا رشتہ منقطع کرلیا (اور عدت بھی گذر گئی) تو ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا، تاکہ ایمان والوں کے لئے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے، بشرطیکہ وہ لوگ اپنی بیویوں سے اپنا رشتہ ختم کر لیں۔ (سورہ احزاب: آیت نمبر ۳۷)

اس واقعہ میں جن دو باتوں کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کے پاس اس نکاح کی خوشخبری لے کر حضرت زید ہی کو بھیجا، اور حضرت زیدؓ نے بھی بخوشی جاکر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح اپنے محبوب رسول سے کردیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ نکاح ختم ہونے کے باوجود حضرت زیدؓ کے دل میں اپنی سابقہ بیوی کے تعلق سے کسی طرح کی کوئی ناراضی باقی نہیں تھی، بلکہ وہ اس بات سے خوش تھے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا (جن کے ساتھ ان کا نباہ نہ ہوسکا تھا اور انہوں نے طلاق دے دی تھی) کو دوبارہ ازدواجی زندگی شروع کرنے کا موقع ملا۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مطلقہ عورت سے اپنے نبی کا نکاح کرکے اسے اعزاز بخشا اور یہ پیغام بھی دیا کہ مطلقہ عورتوں کا نکاح کر دینے ہی میں ان کی اور سماج کی بھلائی ہے۔ (جاری) ☆......☆......☆

اداریہ

مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی کے قلم سے

تین طلاق کے سلسلے میں سپریم کورٹ کے تازہ فیصلے کے بعد مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوا اور ہر طرف سے یہ بات سامنے آنے لگی کہ اب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ حالات کی سنگینی کے پیش نظر ملک میں مسلمانوں کے سب سے متحدہ اور مشترکہ پلیٹ فارم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۱۰ر ستمبر ۲۰۱۷ء کو بھوپال میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ، اور ملک کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ تھوڑا انتظار کریں اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں جو لائحہ عمل تیار ہو اس کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ الحمدللہ! مورخہ ۱۰ر ستمبر ۲۰۱۷ء کو ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا، فقیر راقم الحروف کو بھی شرکت کی عزت و سعادت حاصل ہوئی، طویل غور و فکر اور باہمی تبادلہ خیال کے بعد بورڈ نے چند اہم فیصلے لئے ، تمام مسلمانان ہند سے درخواست ہے کہ وہ ان فیصلوں کا خیر مقدم کریں اور بورڈ کی ہدایات کے مطابق عمل پیرا ہوں، بورڈ نے جو فیصلے کئے ہیں اور مسلمانوں کے لئے جو ہدایات جاری کی ہیں اور انہیں ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

’’تین طلاق کے سلسلہ میں سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلے میں جہاں ایک طرف مسلم پرسنل لا کو محفوظ مانا گیا ہے وہیں تین طلاق کو کالعدم قرار دے کر مسلم پرسنل لا کے ایک حصہ پر پابندی لگا دی گئی ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے، اسی طرح اس فیصلے میں شریعت کا مأخذ صرف قرآن پاک کو تسلیم کیا گیا ہے، حالانکہ شریعت اسلامی کے مأخذ چار ہیں، قرآن ، حدیث، اجماع ، قیاس ، مذکورہ بالا باتوں کے پیش نظر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ سپریم کورٹ کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہے کہ یہ فیصلہ مسلم پرسنل لا کے مطابق نہیں ہے اور دستور ہند میں اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کا جو بنیادی حق تمام مذاہب کے ماننے والوں کو دیا گیا ہے، وہ حق بھی اس سے متأثر ہو رہا ہے۔

اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ خواتین سے متعلق ہے اس لئے پورے ملک کے طول و عرض میں خواتین اور شریعت سے واقف مردوں کے چھوٹے بڑے اجلاس منعقد کئے جائیں گے ، اور ہر جلسے میں ایک قرار داد منظور کر کے صدر جمہوریہ ، وزیر اعظم ، چیف جسٹس ، وزیر قانون ، ویمن کمیشن اور لا کمیشن کو بھیجی جائے گی جسمیں اس بات کا اعلان و اظہار کیا جائے کہ ہم مسلمان خواتین اور مرد شریعت اسلامی پر یقین رکھتے ہیں ، اور طلاق شریعت اسلامی کا حصہ ہے جس پر پابندی ہماری حق تلفی ہے ، اس لئے مسلم پرسنل لا پر عمل کی جو آزادی ہمیں حاصل ہے اسے برقرار رکھا جائے ، ایسے اجلاس منعقد کرنے اور قرارداد منظور کر کے اسے بھیجنے کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ملک کی دینی و ملی جماعتوں، تنظیموں، اور اداروں سے تعاون چاہتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس اہم کام کی طرف فوری توجہ دی جائے گی ۔ انشاءاللہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ تمام مسلمانان ہند کو متوجہ کرتا ہے کہ دین و ایمان کی نعمت سب سے بڑی نعمت ہے اور شریعت اسلامی پر عمل ہر مسلمان کا فرض منصبی ہے، اس لئے تمام مسلمانان ہند زندگی کے ہر حصہ میں شرعی احکام و قوانین پر عمل کا مزاج بنائیں ، غیر شرعی اعمال و رسوم سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں ، اور ہر قیمت پر اپنے دین اور شریعت کے تحفظ کو یقینی بنائیں۔

☆......☆......☆

تراشے

پیشکش: رضوان حارث

ٹیچر کسے کہتے ہیں ؟

آپ کے نزدیک ایک ٹیچر کی تعریف کیا ہے؟

ہم میں سے اکثر لوگوں کا جواب ہوگا کہ ٹیچر وہ ہے جو ہمیں پڑھاتا ہے اور سکھاتا ہے، آپ کا جواب درست ہے مگر ٹیچر کی نئے زمانے کی ماڈرن تعریف کیا ہے؟ تو وہ کچھ یوں ہے کہ اگر ٹیچر Motivate حوصلہ افزائی نہیں کرتا تو وہ ٹیچر نہیں ہے، پڑھا دینا بتا دینا اور سمجھا دینا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ ایک Spark جوش پیدا کرنا، یہ اصل کام ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں ٹیچنگ کے لیے باقاعدہ لائسنس (اجازت نامہ) لینا پڑتا ہے۔ اس لائسنس کو جاری کرنے سے پہلے چھ میجر کوالیٹیز کو چیک کیا جاتا ہے۔

(۱) Subject Grip یعنی اپنے مطلوبہ موضوع پر دسترس حاصل کرنا، جسے اپنے مطلوبہ موضوع پر دسترس حاصل ہو، وہی ایک اچھا ٹیچر کہلاتا ہے۔

(۲) Communication Skills یعنی آپ کے پاس یہ فن ہونا چاہئے کہ آپ دوسرے بندے کی سطح پر آ کر اس کو سمجھا سکیں۔

(۳) Social Genius یعنی ٹیچر میں گھلنے ملنے کی صلاحیت ہو، وہ ملنسار ہوں جب ایک بندے کا کام ہی بچوں سے متعلق ہے اور وہ ان کو سکھانے کا کام کرتا ہے، اگر وہ بچوں کو ہی پسند نہیں کرتا تو وہ کبھی اچھا ٹیچر نہیں ہوسکتا۔

(۴) Motivation یعنی جس شخص میں جذبہ نہیں ہے وہ ٹیچر نہیں بن سکتا۔

(۵) True Learner یعنی سیکھنے کا شوق لازمی ہو، اگر ٹیچر میں علم کی پیاس نہ ہو تو وہ کیسے دوسروں میں علم کی پیاس پیدا کر سکے گا۔

(۶) Progressive attitude یعنی ایک ٹیچر کے لیے آگے بڑھنے والا انسان ہونا لازمی ہے۔ کیوں کہ ٹیچر ہی قوم کو آگے بڑھائے گا ، اگر وہ خود آگے بڑھنے والا نہ ہو تو قوم کو آگے بڑھانا ممکن نہیں۔

اگر آپ ٹیچر ہیں اور آپ میں یہ خوبیاں ہیں تو بہت بہتر ورنہ ان خوبیوں پر غور کریں ۔ اسی طرح اگر آپ سر پرست ہیں تو اپنے بچوں کے ٹیچرس پر غور کریں امید ہے اس کے بعد آپ کو اپنا جواب مل جائے گا۔

اے اہل برما تھوڑا انتظار کرو

اے اہل برما! تھوڑا انتظار کرو کہ ہم ابھی ضروری کاموں میں مصروف ہیں، ہم ابھی طے نہیں کر پا رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے کہ بشر؟

اے اہل برما! تھوڑا صبر کرو کہ امت ابھی اسی جھگڑے میں ہے کہ میلاد منانا ثواب ہے کہ بدعت ہے؟

اے ستم رسیدہ مسلمانو! تھوڑا اور ظلم سہہ لو کہ ہم ابھی اسی فکر میں ہیں کہ پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم جانتے تھے یا نہیں؟

اے میرے ظلم سہتے ہوئے مسلمان بھائیو اور بہنو! ہمیں معاف کرنا کہ ہم اپنی الجھنوں میں گھرے ہوئے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعت ہے یا بیس ؟ جنید جمشید مرتد تھا یا جنتی ؟ ایدھی مسلمان تھا یا قادیانی ؟ امجد صابری شہید تھا یا جہنمی ؟ اور ہاں ہاں ابھی امارت اور شورائیت کا بھی تو مسئلہ ہمارے سامنے ہے۔

اے مظلوم امت محمدیہ انتظار کرو، ہم ان مسائل سے نکلیں گے تو تمہاری مدد کو ضرور آئیں گے۔

☆......☆......☆

سچی باتیں

☆ کسی کی تلاش میں مت نکلو، لوگ کھوتے نہیں بدل جاتے ہیں۔

☆ چھوٹے تھے تو سب نام سے بلاتے تھے، بڑے ہو گئے تو بس کام سے بلاتے ہیں۔

☆ سیٹھ کے پاس ’’سونے کی چین‘‘ ہوتی ہے، اور مزدور کے پاس ’’چین کا سونا‘‘ ہوتا ہے۔

☆ اعتماد خود پر رکھو تو طاقت بن جاتی ہے، اور دوسروں پر رکھو تو کمزوری بن جاتی۔

☆ مطلبی دنیا میں سنبھل کے چلنا، یہاں تو لوگ ہاتھوں سے دفنا کر بھول جاتے ہیں کہ قبر کون سی تھی؟

☆ ہمیشہ دعا مانگا کرو کیوں کہ ممکن اور ناممکن تو صرف ہماری سوچوں میں ہے۔ اللہ کے لیے تو کچھ بھی ناممکن نہیں۔

☆ دنیا میں سب سے زیادہ نفرتوں کا سامنا سچ بولنے والوں کو کرنا پڑتا ہے۔

☆ کوشش کریں کہ صحبت اچھی رکھیں اس لیے کہ اچھی صحبت مثبت خیالات کو جنم دیتی ہے۔

☆ وہ برے لوگ اچھے ہوتے ہیں جو کسی کا برا نہیں چاہتے۔

☆......☆......☆

موجودہ حالات کی عکاسی

وعدۂ حور پہ بہلائے ہوئے لوگ ہیں ہم
خاک بولیں گے کہ دفنائے ہوئے لوگ ہیں ہم

یوں ہر اک ظلم پہ دم سادھے کھڑے رہتے ہیں
جیسے دیوار میں چنوائے ہوئے لوگ ہیں ہم

اس کی ہر بات پہ لبیک بھلا کیوں نہ کہیں
زر کی جھنکار پہ بلوائے ہوئے لوگ ہیں ہم

جس کا جی چاہے وہ انگلی پہ نچا لیتا ہے
جیسے بازار سے منگوائے ہوئے لوگ ہیں ہم

ہنسی آئے بھی تو ہنستے ہوئے ڈر لگتا ہے
زندگی یوں تیرے زخمائے ہوئے لوگ ہیں ہم

آسماں اپنا، زمیں اپنی ، نہ سانس اپنی تو پھر
جانے کس بات پہ اترائے ہوئے لوگ ہیں ہم

جس طرح چاہے بنالے ہمیں یہ وقت قتیلؔ
درد کی آنچ پہ پگھلائے ہوئے لوگ ہیں ہم

☆......☆......☆

ایک بالٹی سالن، ایک ٹوکری کھانا

تحریر: ماسٹر عبدالمجید فارگو

شادی کی دعوت یعنی بہت ساری الجھن ۔ ہمارے شہر میں تہواروں کے علاوہ نومبر اور مئی کی اسکول کی تعطیلات میں شادیوں کی بھرمار ہوتی ہے۔ شادی کارڈ گھر پر آیا، سمجھو کھانے کی دعوت آئی۔ چولہے کی (گھر بھر) کی ہو یا ایک نفر کی۔ تین چار دہائیوں پیشتر شادی میں شرکت کا بلاوا زبانی ہوا کرتا تھا۔ کھانے کی دعوت گھروں کے دروازوں پر کھڑیے سے لکھ دی جاتی تھی۔ بلانے کے لیے دو دو بار بلانا کرنا پڑتا تھا۔ پہلا بلانا شادی کے ایک دو روز قبل اور جب دعوت کا کھانا پک کر تیار ہو جائے تب کھانے کا دوسرا بلانا کرنا پڑتا تھا، اب یہ طریقے متروک ہو چکے ہیں، اس کے بعد شادی کارڈ کا دور آیا ۔ شادی کارڈ کے ذریعے بارات میں آنے کی دعوت دی جانے لگی۔ جنہیں کھانے کی دعوت نہیں دینا ہوتی اس کے کارڈ کے لفافے پر دعوتِ طعام برائے .... کو کاٹ دیا جاتا۔ تب سمجھ میں آ جاتا تھا کہ صرف بارات کا بلانا ہے کھانے کا نہیں۔ یہ طریقہ بھی اب ختم ہو چلا ہے، اب تو ہر کارڈ پر نکاح میں شرکت کے علاوہ کھانے کی دعوت یقینی ہوتی ہے، ہم سب اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ شادی کے کھانے کی دعوت میں جانا یعنی بہت سارے مسائل کا سامنے آ جانا اور ہم یہ بھی بہتر طور پر جانتے ہیں کہ شادی والے گھر پر پکانا اور کھلانا کتنا بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ جنتی بڑی دعوت اتنی زیادہ مصروفیت ۔ ایک چھوٹی دعوت میں تاخیر سے ہم پہنچے۔ کچھ لوگ کھانے کے انتظار میں کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ پتہ چلا کھانا گھٹ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے صاحب خانہ پریشان حال اِدھر اُدھر چکر لگا رہا تھا، باورچی ایک وقت میں تین تین شادیوں میں کھانا پکا رہا تھا۔ دوسری جگہ کی دعوت میں ہونے کی وجہ سے یہاں کھانا گھٹ جانے سے تاخیر ہوگئی۔ صاحبِ خانہ سے ہم نے دریافت کیا کہ آیا کم پکا تھا یا کھانا گھٹ جانے کی اور کوئی بات ہوئی؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ہم نے ان سے چند سوالات کیے۔ ’’تیار ہو جانے کے بعد کھانا کہاں کہاں بھیجا گیا؟‘‘ جواب ملا ’’دو تین رشتہ داروں کے یہاں اور باورچی نے ایک بالٹی سالن اور ایک ٹوکری کھانا (چاول) اپنے گھر بھجوا دیا۔‘‘ سوال ہوا ’’اگر کھانا دیگر جگہوں پر بھیجے نہیں جاتا تو؟ جواب ملا ’’تو کھانا نہیں گھٹتا۔ سب کو کافی ہو جاتا۔

اب ہمارا سوال آپ سے ہے۔ آپ اپنے رشتہ داروں میں کھانا کیوں بھیجتے ہیں؟ جب کہ گھر بھر کی دعوت پر سارے لوگ دعوت کھا کر جاتے ہیں۔ اسی طرح بیمار کو دعوت کے کھانے سے پرہیز ہوتا ہے پھر بھی اس کے نام پر کھانا لے جایا جاتا ہے، اور اسی طرح جو لوگ نہیں آ سکے۔ ان کے لیے بھی پارسل لے جایا جاتا ہے۔ اب رہ گئی بات کھانا پکانے والے کی۔ کھانا پکانے والا اپنی مزدوری (پکوائی) کی اجرت پائلی کے حساب سے بھرپور وصول کر لیتا ہے۔ خود بھی وہیں کھا لیتا ہے، ایک بالٹی سالن اور ایک ٹوکری کھانا اپنے گھر بھیجنے کی ضرورت کیوں؟ یہ کیسا چلن چلا آ رہا ہے۔ پکانے والے کے گھر چار چھ افراد ہوں گے۔ دو تین شادیوں کی دعوت کے کھانے سے ایک ایک بالٹی سالن اور ایک ایک ٹوکری کھانا جمع کر کے وہ کتنا جمع کریں گے؟ کتنا کھائیں گے؟ کب تک کھائیں گے؟ ایک بالٹی سالن اور ایک ٹوکری چاول تقریباً پانچ سو (۵۰۰) روپے قیمت کا مال ہو جاتا ہے۔ بنا کارڈ کے اپنی محنت کے علاوہ ایک بالٹی سالن اور ایک ٹوکری چاول اپنے گھر بھجوانا بالکل غلط ہے۔ یہ تو صاحب خانہ کی مجبوری ہے کہ ایسا چلن پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ بس چل رہا ہے۔ جسے اب ختم ہونا چاہئے دعوت کے منڈپ یا ہال میں جو آئے وہ کھائے تا کہ کھانا ناکافی نہ ہو، ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ یہ طریقہ جب امیر لوگ ترک کریں گے تب ہی یہ برائی ہمارے سماج سے ختم ہوگی۔

☆......☆......☆

تلخیاں

گر برا نہ مانو......!

از: محمد عامر یاسین ملی

☆ موت کا جشن منانے والوں کو فالو کرنے پر عالمی میڈیا میں مودی کی مذمت۔(ایک خبر)

جن کے دل پتھر کے ہوں ان پر ہوگا کیا اثر۔

☆ ٹریفک جام سے بچنے کے لیے جرمنی کا ایک شہری روزانہ تیر کر اپنے آفس پہنچتا ہے۔(ایک خبر)

ترقیوں کی دوڑ میں اسی کا زور چل گیا

بنا کے اپنا راستہ جو بھیڑ سے نکل گیا

☆ میک اِن انڈیا سے لے کر نوٹ بندی تک کے پروگراموں کی حقیقت ایک جملے میں بیان کیجئے۔(ایک سوال)

اونچی دوکان پھیکا پکوان۔

☆ ۲۰۱۲ء میں کانگریس کے اندر رعونت (گھمنڈ) آگئی تھی۔(راہول گاندھی کا اعتراف)

تاخیر سے اعتراف بھی رعونت کے مترادف ہے۔

☆ تشدد برداشت نہیں کیا جائے گا۔(حکومت کا اعلان)

اور تشدد کرنے والوں کے خلاف کوئی کاروائی بھی نہیں کی جائے گی۔

☆ ممبئی کے ٹیکسی ڈرائیور اکبر علی اور منگل یادو دو سال سے غریب مریضوں کو مفت اسپتال پہنچا رہے ہیں۔(ایک خبر)

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

☆ اسلام تعاون تنظیم نے بیت المقدس میں یہودی بستیوں کی تعمیر کی مذمت کی۔(ایک خبر)

خالص مذمت کرنا بھی قابل مذمت ہے۔

☆ وزیر ریلوے کی تبدیلی کے باوجود حادثات جاری۔(ایک خبر)

کس سلیقہ سے متاعِ ہوش وہ کھوتے رہے

دھول چہرے پر لگی تھی آئینہ دھوتے رہے

☆ روہنگیا مسلمانوں کا مسئلہ انسانی بنیاد پر سلجھایا جائے۔(سی پی ایم کا مطالبہ)

مطالبہ ان سے کیا جائے جن میں انسانیت باقی ہو۔

☆ یوگی سرکار نے مقروض کسانوں کے نو پیسے تو کسی کے چوراسی پیسے معاف کئے۔(ایک خبر)

کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔

☆ شمالی کوریا کے خلاف فی الحال جنگ کی ضرورت نہیں۔(امریکہ)

اس لئے کہ وہ افغانستان اور عراق کی طرح کمزور نہیں۔

گوشۂ خواتین

خلع اور پردے کے احکام

گذشتہ سے پیوستہ

عرشیہ کوثر بنت خواجہ فیروز

خلع: آندھرا پردیش میں ایک سروے کے مطابق خلع صرف اس بناء پر لے لیا جاتا ہے کہ لڑکے کی ماں نے دلہن سے بدکلامی کی۔لڑکے نے دلہن کے میکے بار بار جانے پر اعتراض کیا،لڑکے نے ماں باپ سے علیحدہ گھر لے کر رہنے سے انکار کیا۔لڑکا داڑھی والا ہے اور اسلامی لباس پہنتا ہے۔بار بار نماز پڑھنے کا دلہن سے اصرار کرتا ہے۔ایسی صورت حال حیدرآباد اور چند اضلاع میں ہے، یعنی کہیں کہیں چھوٹی باتیں جن کو اگر نظر انداز کر کے یا پھر اچھی بات کو اپنا کر خوشگوار زندگی گزر سکتی ہیں لیکن نخریلی لڑکیاں اور ان کے والدین ذرا سی بھی بات پر اعتراض کر کے خلع حاصل کر لیتے ہیں جو کہ اسلامی اقدار کے مغائر ہے۔ ان معمولی وجوہات کی بناء پر طلاق لینے والی خواتین کی تعداد ایسی خواتین سے کم ہے جو اشد ضرورت اور مشکل حالات کے باوجود بھی خلع نہیں لیتیں۔اس کی مختلف وجوہات ہیں جن میں سرفہرست وجہ تو ہندوانہ تہذیب کی مشابہت ہے کہ معاشرے میں لوگ حقیر سمجھیں گے،ناک کٹ جائے گی۔

دوسرے یہ کہ عورت خود خلع نہیں لینا چاہتی ہے کہ خود کے اور بچوں کی کفالت کی ذمہ داری شوہر کے علاوہ کوئی بھی اٹھانے پر تیار نہیں ہوتا،میکہ والے واپس آنے پر بدسلوکی کریں گے۔بے عزتی کریں گے، بچے نہ گھر کے رہیں گے نہ گھاٹ کے۔کیوں کہ عام چلن بھی یہی ہے کہ صرف بیوی کو نہیں بلکہ بیوی کے ساتھ بچوں کو بھی عملاً چھوڑ دیا جاتا ہے اور باپ ان کی کفالت سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ایسے میں عورت اپنے بچوں کے لئے ایثار کرتے ہوئے ان کے حقوق و فرائض کی خاطر خود علیحدگی اختیار کرنے یا اس کا مطالبہ کرنے سے اجتناب کرتی ہے۔

تیسرے یہ کہ اگر شوہر خود ہی طلاق دے دے تو موردِ الزام عورت ہی کو ٹھہرایا جاتا ہے خواہ وہ بے قصور ہو اور شوہر نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہو۔

پردے کے احکام

سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ صاف سیدھی بات کرو، اپنے گھر میں ٹک کر رہو، اور سابق دورِ جاہلیت کی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو ، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ اہل بیت نبی ﷺ کی گندگی کو دور کردے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے۔

اس آیت میں خطاب ازواج مطہرات سے کیا گیا ہے مگر مقصود عام مسلمان عورتوں میں ان اصلاحات کو نافذ کرنا ہے۔ابتدا نبی کے گھر سے ہو تو تمام مسلمان خواتین اس کی تقلید کریں گی، کیوں کہ یہی گھر ان کے لئے نمونہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

اس آیت میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر عورت غیر مرد سے بات کر سکتی ہے لیکن اس کا انداز گفتگو اور لہجہ دوٹوک ہونا چاہئے۔نہ کہ لوچ دار اور شیریں انداز میں بات کرے کہ مرد کے دل میں کوئی اور توقع پیدا ہونے لگے۔

قرآن کریم میں ہے،اے نبی مومن عورتوں سے کہہ دو اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ کریں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں،اور وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ اپنے بیٹے اور شوہروں کے بیٹے، بھائی اور بھائیوں کے بیٹے۔ بہنوں کے بیٹے، میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک وزیردست جو کسی اور کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، اور وہ بچے جو نابالغ ہوں اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی وہ زینت جو انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا علم لوگوں کو ہو جائے۔

اے مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔(سورہ نور)

اس آیت میں اللہ جل شانہ نے عوت کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیا۔زنا سے رکنے کا حکم دیا اور پردے کا بجز اس کے جو ظاہر ہو جائے، مثلاً اوپر سے اوڑھی جانے والی چادر اگر اڑ جائے، نادانستہ اگر کوئی حصہ کھل جائے، غرض کہ جن کے سامنے منہ ہاتھ کھلا رکھنا جائز ہے ان کا ذکر بھی کیا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد مسلمان عورتوں میں دوپٹہ کا چلن شروع ہو گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اچھی طرح سر، سینہ کمر ڈھانک لیا جائے نہ کہ آج کل کی شریف زادیوں کی طرح بل دے کر گلے کا ہار بنا لیا جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سورہ نور نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے اس کو سن کر لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور گھر جا کر انہوں نے اپنی بیویوں، بیٹیوں اور بہنوں کو یہ آیات سنائیں۔چنانچہ انصار کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہ تھی جو آیت وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنّ کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو ہر ایک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کسی نے اپنی کمر کا پٹکہ کھول کر تو کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنا لیا۔(جاری) ☆......☆......☆

چند اہم دینی مسائل

ادارہ

سوال: کیا نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنے والا مستحق عذاب ہوگا؟ اور کیا سامنے سے کسی کے گذر جانے سے نماز فاسد ہو جائے گی؟

جواب: مصلی کے سامنے سے گذر جانے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔لیکن بلا ضرورت گذرنے والا سخت گنہ گار ہوگا، حدیث میں آیا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا جان جائے کہ نمازی کے سامنے سے گذرنے پر اسے کتنا عذاب ہوگا، تو اسے اس انتظار میں چالیس سال بھی کھڑا رہنا پڑے تو وہ کھڑے رہنے کو اس امر پر ترجیح دے گا کہ نمازی کے سامنے سے گذرے۔

سوال: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو جماعت سے نماز ہو رہی تھی اور اگلی صف میں جگہ خالی تھی، اب اگر یہ شخص آگے صف میں جا کر شامل ہوتا ہے تو نمازی کے سامنے سے گذرنا پڑتا ہے۔ایسی صورت میں اگر مصلی کے آگے سے گذر جائے تو کیا گنہگار ہوگا۔

جواب: اگر آگے صف میں جگہ خالی ہے اور اسے پر کرنے کے لیے مصلی کے آگے سے گزرنا پڑے تو اس صورت میں گزرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ بلکہ بعد میں آنے والے شخص کو صف کا پورا کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ پیچھے کھڑے ہونے والے شخص نے خود اپنی حرمت کو باقی نہیں رکھا۔(شامی)

سوال: اگر کوئی شخص جنگل میں یا بڑی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے لیکن یہ خدشہ ہے کہ سامنے سے کوئی گذر نہ جائے تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے کہ گذرنے والے پر بھی کوئی گناہ اور عذاب نہ ہو؟

جواب: اگر کوئی شخص جنگل یا بڑی مسجد میں یا ایسی جگہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرے جہاں سے لوگوں کے گذرنے کا خدشہ ہو تو مصلی کو اپنے آگے سترہ قائم کر لینا چاہئے تاکہ گزرنے والے کو گناہ نہ ہو۔

سوال: سترہ کا طول و عرض کیا ہونا چاہئے اور کتنے فاصلے پر سترہ قائم کرنا چاہئے؟

جواب: سترہ ایک ہاتھ سے کم نہ ہو، ایک ہاتھ یا اس سے زائد ہو موٹائی اس کی ایک انگلی سے کم نہ ہو، اور نمازی سے تین ہاتھ کی مقدار سے زائد فاصلے پر نہ ہو۔اس سے بھی کم فاصلہ پر ہو تو بہتر ہے اور بالکل مقابل نہ ہو بلکہ سیدھی یا بائیں ابرو کے مقابل ہو، سیدھی جانب کی ابرو کے مقابل سترہ کا قائم کرنا بہتر و افضل ہے۔

☆......☆......☆

مذہبی رواداری میں غلو

از: قاری مختار احمد ملی ابن عبد العزیز

تمام ہی مذاہب میں ان کے عقیدہ و طریقہ کے مطابق تہوار منایا جاتا ہے، لیکن جب بھی غیر مسلموں کا تہوار آتا ہے تو چند مسلمان ان کی دلجوئی کے لیے ان کے تہواروں میں شریک ہوتے ہیں، اور اس حد تک غلو کر جاتے ہیں کہ اپنے مذہبی حدود کو پھلانگ کر ان کے مذہبی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں مثلاً ان کے بتوں کی آرتی اتارنا، ان کے بتوں کے آگے جھکنا، ان بتوں پر پھول کی مالا چڑھانا، ان کا چڑھاوا (پرساد) کھانا غیر مسلم لڑکیوں سے راکھی بندھوانا، یا مسلم لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکوں کو راکھی باندھنا، مسلم نوجوانوں کی ان حرکات کے بعد علماء کا کام شروع ہوتا ہے، ان پر فتوے لگائے جاتے ہیں کہ وہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں، جلسے جلوس شروع ہوتے ہیں، ہر طرف ان کی مذمت ہوتی ہے، انہیں توبہ کرا کر دوبارہ اسلام میں داخل کیا جاتا ہے، تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح ہوتا ہے وغیرہ، کئی مرتبہ ایسے واقعات ہو چکے برسوں قبل ایک غیر مسلم کی میت میں شریک ہو کر مسلمانوں نے ”رام بولو بھئی رام“ کا نعرہ لگایا تھا، انہیں تجدید ایمان و نکاح کرنا پڑا۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے مدارس و مساجد اور دینی اداروں و جماعتوں کے شہر میں ابھی بھی مذہبی جہالت عام ہے، ان کا ایمان و عقیدہ اتنا بھی پختہ نہ ہو سکا کہ وہ اسلامی حدود کو پہچان سکیں انتہا درجہ کی حرکات کرنے کے بعد یہ نوجوان اپنے خاندان اور مسلم سوسائٹی کے لیے دردِ سر بنتے ہیں مسلمانوں کا بھی تہوار آتا ہے، لیکن کوئی غیر مسلم وضو بنا کر مسلمانوں کی عیدگاہوں اور مساجد میں آکر نماز پڑھنا شروع نہیں کر دیتا، وہ اپنے مذہبی حدود کو جانتا ہے، لیکن مسلم نوجوان اپنے مذہبی حدود کو پھلانگ جاتا ہے، غیر مسلم اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ مسلمان خوش ہوں گے، یا ناراض لیکن مسلم نوجوان غیر ضروری طور پر ان کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں ہم یہ تو نہیں کہتے کہ غیر مسلموں سے دشمنی نبھائی جائے بلکہ مذہبی حدود میں رہتے ہوئے ان کے ساتھ حسن اخلاق اور رواداری کا معاملہ کرنا چاہئے، اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم محتاط زندگی گذاریں ہماری غیر مسلم سے دوستی ہو سکتی ہے ہمارے پڑوس میں غیر مسلم رہتے ہوں گے، ہمارا کاروبار غیر مسلموں سے جڑا ہوگا ان تمام تعلقات کو حسن اخلاق کے ساتھ نبھاتے ہوئے ایسی کوئی حرکت نہ کریں کہ ہمارا ایمان سلب ہو جائے والدین کو چاہئے کہ ایسے حالات میں اولاد کی سخت نگرانی رکھیں، توحید اور شرک کے معاملہ میں ان کے عقیدہ کو پختہ کریں تاکہ وہ مذہبی حدود کو پہچان سکیں۔

☆......☆......☆

التجا بحضور ربِ کائنات جل جلالہٗ

آغا حشر کاشمیری

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
اے دعا! ہاں عرض کر عرش الٰہی تھام کے
ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزشِ غم کے لئے
رحم کر اپنے نہ آئین کرم کو بھول جا
خلق کے راندے ہوئے، دنیا کے ٹھکرائے ہوئے
خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں

بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے
اے خدا! اب پھیر دے رخ گردش ایام کے
کر رہے ہیں زخم دل فریاد مرہم کے لئے
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
آئے ہیں اب تیرے در پہ ہاتھ پھیلائے ہوئے
جو بھی ہیں لیکن ترے محبوب کی امت میں ہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

☆......☆......☆

نعت شریف

از: مولانا ظفر علی خاں

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے درباروں میں
رحمت کی گھٹائیں پھیل گئیں افلاک کے گنبد گنبد پر
وحدت کی تجلی کوند گئی آفاق کے سینا زاروں میں
گر ارض و سماں کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
اس راز کو کملی والے نے بتلایا دیا چند اشاروں میں
وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآں کے سیپاروں میں
ہیں کرنیں ایک ہی مشعل کی بوبکر و عمر عثمان و علی
ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں
جس میکدے کی اک بوند سے بھی لب کج کلہوں کے تر نہ ہوں
ہیں آج بھی ہم بے مایہ گدا اس میکدے کے سرشاروں میں
ہم حق کے علمبرداروں کا ہے اب بھی نرالا ٹھاٹ وہی
بادل کی گرج تکبیروں میں بجلی کی کڑک تلواروں میں

☆......☆......☆

مسلم یا محمڈن اور اردو زبان

از: جناب سید حامد محسن

مسلمان نبی آخری الزماں حضرت محمد ﷺ کو محض خدا کا بندہ اور پیغمبر مانتے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کی نہ عبادت کرتے ہیں اور نہ آپ ﷺ کو خدا کی خدائی میں کسی درجہ کا شریک مانتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ عام انسانوں جیسے ہی انسان تھے اور آپ ﷺ نے انسانیت کو خدا کی ہدایت پہنچائی اور اللہ کا تابعدار اور مسلم بنایا یا بننے کی تاکید کی۔ مگر مغرب نے اپنے تصور کے مطابق مسلمانوں کو ''محمڈن'' کی اصطلاح سے موسوم کیا، جس کے پیچھے غالباً یہ خیال تھا کہ مسلمان، محمد ﷺ کی عبادت کرتے ہیں (نعوذ باللہ)

حضرت محمد ﷺ نے حضرت عیسیٰؑ کی مانند ہمیشہ اپنے بندہ ہونے کی حیثیت پر زور دیا اور لوگوں کو یہ تاکید کی کہ آپ ﷺ کو اللہ کی الوہیت میں شریک نہ کریں۔ آپ ﷺ نے صریح الفاظ میں کہا: ''میری ویسی ہی مدح سرائی نہ کرو جیسی عیسائی مذہب کے پیروکاروں نے عیسیٰؑ بن مریمؑ کی کی۔ میں محض اللہ کا بندہ اور اس کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

مسلمان حضرت محمد ﷺ کی پیروی ضرور کرتے ہیں مگر آپ ﷺ کی عبادت نہیں کرتے۔ اسلام نے تمام پیغمبروں کی تکریم و تعظیم کا اور حضور ﷺ کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ تکریم و تعظیم کو کسی معنی میں عبادت نہیں کہا جاسکتا۔ صرف خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہی عبادت کے لائق ہے، کوئی بھی فرد، جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ ان دونوں کو ایک جگہ جمع نہیں کرسکتا۔ اسلام اور مسلم قرآن کی دی گئی اصطلاحات ہیں۔ قرآن میں فرمایا گیا: یقیناً اللہ کے نزدیک کوئی طریقہ حیات ہے تو محض اسلام ہے۔ (سورۂ آل عمران 19) تمام انبیائے کرام یہی پیغام لے کر آئے اور یہی پیغام محمد ﷺ بھی لے کر آئے۔ قرآن حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی ٹھہراتے ہوئے کہتا ہے: آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تمہارے لئے اسلام کو دین منتخب کردیا۔ (سورہ مائدہ:۳) لہٰذا اسلام کو محمڈن ازم یا محمد ﷺ کی عبادت سے موسوم کرنا غلط ہوگا۔

کیا اردو غیر ملکی زبان ہے؟

جب کبھی اردو کے فروغ کی خاطر اقدامات کا سوال اٹھتا ہے چند حلقوں کی جانب سے یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس سے محض ایک غیر ملکی زبان کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ یہ ایک مفروضہ یا دانستہ پھیلائی گئی بدگمانی ہے۔ اردو گنگا جمنا کی میدانی ریاستوں میں مسلم شناخت کا ایک عنصر رہی ہے مگر یہ ایک انڈو آرین Indo-Aryan زبان ہے، جس کی قواعد کی جڑیں سنسکرت میں پیوست ہیں۔ اردو کا جنم مغلیہ ہندوستان کے فوجی لشکروں کے درمیان ہوا جہاں مختلف المذاہب اور متفرق اللسان فرقوں نے اپنے آبائی زبانوں مثلاً ہندی، سنسکرت، برج بھاشہ، پراکرت اور پالی زبانوں کے الفاظ سے ملی جلی بولی کو آراستہ کیا۔

نہ تو ہندوستان کے تمام مسلمان اردو بولتے ہیں اور نہ اردو بولنے والے تمام لوگ اسلام کے پیروکار ہیں۔ اردو کے ادبی ورثے کے غالب حصے کا رنگ سیکولر رہا ہے اور سینکڑوں ہندو ادباء، شعراء، مصنفین اور مضمون نگاروں نے اپنے گرانقدر عطیات سے اردو کو نوازا ہے۔

اردو کے نامور مصنفین مثلاً آنند نرائن ملا، برج نرائن چکبست، کرشن چندر، رگھوپتی سہائے، فراق گورکھپوری، مالک رام مور مادیوان، بشیشر پردیپ، گوپی چند نارنگ وغیرہ ہندو مذہب کے ماننے والے تھے، اردو کی عربوں اور مشرق وسطیٰ سے کوئی وابستگی نہیں رہی ہے۔

پاکستان نے اگرچہ اردو کو ملک کی سرکاری زبان کی حیثیت دی ہے مگر اردو وہاں کسی مخصوص علاقے کی علاقائی زبان کا درجہ نہیں رکھتی۔

پاکستان کی چاروں ریاستوں یعنی پنجاب، سندھ، بلوچستان اور صوبہ سرحد کی اپنی اپنی علاقائی زبانیں مثلاً پنجابی، سندھی، بلوچی اور پشتو ہیں۔

اسی طرح سندھی، جو پاکستان کی چار میں سے ایک علاقائی زبان ہے اس کو ہندوستان کے دستور میں ایک قومی زبان کا درجہ دیا گیا ہے۔ اسی طرح اردو کو بھی دستور کے شیڈول آٹھ میں قومی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ یہ حقائق اس بات کا ثبوت ہیں کہ ہندوستان اور پاکستان کی ساخت میں چند مشترکہ ثقافتی بنیادوں پر اتفاق ہے۔

اردو کا رسم الخط فارسی ہے لیکن یہ بھی اسکو غیر ملکی ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل نہیں۔

ہندوستان کی تین قومی زبانیں سندھی، پنجابی، اور کشمیری فارسی رسم الخط کا استعمال کرتی ہیں۔ اگر عینی ثبوت درکار ہوں تو جیب سے سو روپے کا نوٹ نکالیں اور دیکھیں۔ آپ کو تین زبانیں فارسی رسم الخط میں نظر آئیں گے۔

ہندوستان میں مستقل شائع ہونے والا سب سے قدیم میگزین ''مستانہ جوگی'' اردو زبان کا میگزین ہے اور ہندو ملکیت میں شائع ہوتا ہے۔ ہندوستان کا سب سے کثیر الاشاعت اردو روزنامہ ''راشٹریہ سہارا'' ہے جس کے مالکان ہندو ہیں۔

☆......☆......☆

مراسلہ نگار کی رائے سے ایڈیٹر کا اتفاق ضروری نہیں!

اصلاحی خط و کتابت

از: مولانا شاہ حکیم اختر صاحبؒ

حال: آپ کی خدمت میں اپنی برائی کا تذکرہ کررہا ہوں، اور خداوند تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ آپ کے ذریعہ میری اصلاح ہوجائے، بات دراصل یہ ہے کہ میں بچپن ہی سے غصیلی طبیعت کا حامل ہوں، اور اس کے ساتھ بداخلاقی بھی اب بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ نہ والدہ سے نہ بڑے بھائی بہنوں سے اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہوں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ قطع تعلق کرنے کی بہت ہی زیادہ عادت ہے، اُدھر کسی سے تلخ کلامی ہوئی اِدھر مہینوں بات کرنا بند۔ ایک بھائی سے بچپن سے ہی بات نہیں کرتا۔ ایک بھائی سے دو تین سال ہوگئے ہیں بول چال بند ہے۔

جواب: اصلاح ہمت سے ہوتی ہے، اگر ہمت نہ کرو تو ایک لقمہ منہ میں نہیں رکھ سکتے۔ لہٰذا ہمت کر کے سب سے پہلے والدین سے معافی مانگو کہ آج تک میں نے جو گستاخیاں کی ہیں ان سب کی معافی چاہتا ہوں۔ بھائیوں سے بھی بات کرنا شروع کردو چاہے نفس پر کتنا ہی گراں ہو بلکہ ان سے معافی بھی مانگو کیوں کہ زیادتی آپ کی ہے، قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے، حکم تو یہ ہے کہ خون کے رشتہ والے اگر رشتہ توڑیں تو تم جوڑو، دنیوی معاملات میں مسلمان سے تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا جائز نہیں۔

حال: میرا غصہ تو کم ہوگیا ہے لیکن مجھے اپنے غصے پر مکمل قابو نہیں ہورہا۔

جواب: قابو سے کیا مراد ہے؟ غصہ آجاتا ہے یا نافذ کردیتے ہیں۔ جس پر بے جا غصہ کریں اس سے معافی مانگتے ہیں یا نہیں؟ پرچہ اکسیر الغضب روزانہ پڑھیں۔

☆......☆......☆

سوشل میڈیا کی آواز

از مفتی ناظم ملّی

کھیں یہ زوال ہماری وجہ سے تو نہیں؟

دودھ میں پانی، شہد میں شیرہ، گھی میں کیمیکل، لال مرچ میں اینٹوں کا بُورا، چائے کی پتی میں چنے کے چھلکے، آٹے میں ریتی، چنے کے آٹے میں لکڑی کا بھوسہ، پھلوں میں میٹھے انجکشن، سبزیوں پر کلر، پٹرول میں ایرانی تیل، بچوں کی چیزوں میں زہر آلود میٹریل، بکرے کے گوشت کا وزن بڑھانے کے لیے پانی کا انجکشن لگانا اور بھینس کو دودھ بڑھانے کے ٹیکے لگانا، جعلی شیمپو اور نقلی موبائیل، دو نمبر دوائیں اصلی پیکنگ کے ساتھ، ہاسپٹل میں جعلی ڈاکٹرس، امتحانات میں نقل، اسکولوں میں مخلوط تعلیمی نظام، ناپ تول میں کمی، دوستی میں خودغرضی، ایمان میں منافقت، نوکری میں سفارش اور رشوت، بجلی میں ہیرا پھیری، مردوں کے ہاتھ میں سگریٹ، منہ میں تمباکو، بے ریش چہرے، خواتین کے تنگ لباس، اور فیشن والے برقعے، موبائیل میں فحش تصاویر، بھائی بہنوں میں نفرت، ماں باپ کی عزت میں کمی، رشتے داروں سے قطع تعلقی، پڑوسیوں سے بدسلوکی، اساتذہ سے بدتمیزی، بے عمل علم، ویران مسجدیں، آباد سنیما گاہیں، غربت کی آزمائش میں چوری، مالداری میں تکبر، علم پر غرور، روزی میں حرام کی ملاوٹ، عدالتوں میں جھوٹی گواہی، ٹیکس کی چوری، عبادت میں ریاکاری، وغیرہ۔

ان میں وہ کون سا گناہ ہے جو ہمارے معاشرے میں نہیں پایا جاتا، اس کے باوجود ہم صرف حکمرانوں کو غلط کہتے ہیں، اور ایک پل کے لیے بھی یہ نہیں سوچتے کہ ہم خود کتنے نیک ہیں؟

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

☆......☆......☆

وطن کی فکر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

☆......☆......☆

کام کی باتیں

☆ دنیا بدترین ہو جائے گی، برے لوگوں کی برائی کی وجہ سے نہیں، بلکہ اچھے لوگوں کی خاموشی کی وجہ سے۔

☆ تجھے تیری اوقات کا اس دن پتہ چلے گا اے انسان! جب لوگ تجھ پر مٹی ڈال کر ہاتھ بھی تجھ پر ہی جھاڑیں گے۔

HAK KI ROSHNI WEEKLY,PRINTED PUBLISHED & OWNED BY ISRAR AHEMAD ABDUL JALIL,ADD: S.NO.86/1/10,H.NO.19,BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD, MALEGAON,DIST.NASHIK,PRINTED AT NOORANI PRESS, 553,LINE NO.10,ISLAMPURA MALEGAON DIST.NASHIK & PUBLISHED AT S.NO.86/1/10,H.NO.19, BEHIND PHARMACY COLLEGE ROAD,ZAM ZAM ROAD,MALEGAON,DIST.NASHIK,composing:mufti md Ishaq milli,Email: haqkiraoshni@gmail.com